قیمت سالانہ ؎ | رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

# نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۶ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے۔ ۵ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۴

## گلدستہ اخبار

**انگریزی** فوجیں میسوپوٹامیہ میں ہٹ سے ۸۳ میل شمال مشرق کو شہر عنا سے آگے بڑھ گئی ہیں۔

بعد کی خبر ہے کہ عنا سے ۷۳ میل آگے بڑھ گئی ہیں اس تازہ فتح پر ملک معظم شہنشاہ نے میسوپوٹامیہ کے کمانڈر انچیف کو مبارکبادی کا تار بھیج دیا ہے۔

**جرمن** آجکل روسی اور فرانسیسی اسیران جنگ پر بڑا تشدد اور بدسلوکی کر رہے ہیں۔

**مغربی** میدان میں اتحادی فوجوں نے دشمن کی فوج پر بڑی بھاری زد لگائی ہے۔

اس زد میں دشمن کا بے شمار نقصان ہوا

**دشمن** کے موجودہ جارحانہ حملوں میں اس کی ڈویژنوں کے ڈویژن تباہ ہو چکے ہیں۔

**پیرس** پر جو دشمن گولہ باری کرتا ہے اس پر اور خصوصاً گرجوں کے برباد کئے جانے پر پوپ نے اعتراض کیا ہے

امریکہ سے اور بہت سی فوجیں فرانس میں لانے کا وعدہ اور انتظام سرعت کے ساتھ ہو رہا ہے۔

**لنڈن** میں نئی فوجی خدمات کی حد و عمر ۵۰ سال ہوگی

**جرمن** اس جنگ میں تین قسم کے جنگی صندوق (انگریزی میں ٹینک) استعمال کر رہے ہیں۔

علاوہ ان ٹنکوں کے جو برٹش فوجوں سے انہوں نے چھینے وہ اپنی ترکیب کے ٹنک استعمال کرتے ہیں۔

نیز خشکی پر چلنے والے کروزر بھی جو ایک قسم کے ٹنک ہیں مستعمل ہوتے ہیں۔

**ایک** جرمن بنک نے روس کے شہر خرسن میں اپنی ایک شاخ کھولی ہے۔

**جرمن** کے دس تجارتی جہاز اوڈیسہ میں پہنچ گئے

**چینی** شمالی فوج کے ساتھ لڑائی کر کے شہر چنگسا گھیر لیا ہے۔

**مدراس** کے ایک بڑے پبلک جلسہ میں ڈاکٹر پی ایم نائر نے کہا کہ ہندوستان فی الحال ہوم رول کے بالکل قابل نہیں ہے۔

**مدراس** کی گورنمنٹ نے میسوپوٹامیہ میں اپنے دو ہسپتالی جہاز دیئے تھے جس کے صلہ میں میسوپوٹامیہ کے جنرل افیسر کمانڈنگ نے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا ہے۔

**پنجاب** لیجسلیٹو کونسل کا آئندہ جلسہ گورنمنٹ ہاؤس لاہور میں ۲۴ اپریل کو ہوگا۔

**لودیانہ** میں پریسبٹری کے اجلاس ۲ سے ۵ تک ہوتے رہے

لودیانہ میں اس ہفتہ کئی مرتبہ بارش ہوئی ہے۔

**بہار** اور اڑیسہ کے لفٹنٹ گورنر صاحب باعث بیماری ۴ تاریخ کو ۶ ماہ کی رخصت پر چلے گئے ہیں۔

ان کی جگہ سر ایڈورڈ ڈیوگیس جو رخصت پر ہیں کام کرینگے

**پرنس** آف ویلز برطانیہ عظمیٰ کی سلطنت متحدہ کیڈٹ کارپس کے کیڈٹ کرنل انچیف مقرر ہو گئے ہیں۔

**لاہور** میں نکل کی دوانیاں رائج ہو گئی ہیں۔

# تاربرقیات

## میسوپوٹامیہ میں کامیابیاں

شملہ ۱۲ اپریل - ایک مراسلہ مظہر ہے کہ دریائے فرات پر جو ہماری فوجیں دشمن کا تعاقب کر رہی ہیں وہ عنا سے ۳۰ میل آگے تک بڑھ گئی ہیں۔ اور اور زیادہ جرمن گرفتار کر لئے ہیں جو توپیں لے لی گئی ہیں اُن کے علاوہ دو توپیں جو دریا پر کشتیوں میں تھیں وہ بھی گرفتار کر لی گئیں۔

لندن یکم اپریل - میسوپوٹامیہ کا ایک سرکاری مراسلہ مظہر ہے کہ ہم عنا سے ۸۰ میل پرے ہیں۔ ہم نے اور زیادہ جرمن گرفتار کر لئے اور دو چار اپنی توپیں جو کشتیوں پر دریا میں تھیں ہم نے لے لیں

لندن یکم اپریل - ملکہ و شہنشاہ معظم نے میسوپوٹامیہ کے کمانڈر انچیف کو ذیل کا پیغام بھیجا ہے۔ اس بڑے جنگ و جدل میں جو مغربی یورپ میں ہو رہی ہے میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں اس شاندار ترقی میں بڑی دلچسپی لیتے ہوئے جو ہماری فوجوں نے تمہاری حکمرانی کے نیچے کی ہیں یہ پیغام دیتا ہوں میں اُن کامیابیوں پر جو تم نے اور تمہاری فوجوں نے حاصل کی ہیں مبارکباد دیتا ہوں۔

## جرمن مظالم

لندن یکم اپریل - گورنمنٹ نے اُن بیانات کو شائع کر دیا ہے جو برن کی ڈچ سفارت کے ذریعہ سے موصول ہوئے ہیں اُن آٹھ ہسپانوی اور دیگر دو قیدیوں کی بابت جو برنڈنبرگ کے بحری آدمیوں کے قید خانہ میں تھے جن سے اُن چھ روسی ایک فرانسیسی اور ایک انگریزی بحری آدمیوں کی خوفناک وفات کی بابت جو بیان شائع ہوئے ہیں اُنکی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ لوگ ایک قید خانہ میں بند کر دیئے گئے اور وہاں آگ لگ گئی جو نگران اُس وقت وہاں موجود تھا اُس نے اُن قیدیوں کی آہ و زاری کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ جب دھوئیں اور آگ کے سبب سے قیدی سخت مصیبت میں پھنس رہے تھے تو ایک انگریزی سپاہی نے جو اندر بند تھا کھڑکی توڑ ڈالی تاکہ خود بھی بچ جائے اور اوروں کو بھی بچالے اس پر سنتری مذکور نے اُس کے سینے میں سنگین کھونپ دی اور اُس کا کام تمام کر دیا۔ تب سنتری اور اُن قیدیوں کے درمیان جنگ ہونے لگی جو بھاگ جانے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر سنتری نے اُن کو سنگین کا نشانہ بنایا اور ہلاک کر دیئے گئے۔ اور اُن کی لاشیں آگ ہی میں دھکیل دیجاتی رہیں۔

## مغربی میدان

لندن یکم اپریل - ۳۱ سہ پہر کا فرانسیسی مراسلہ مظہر ہے کہ کل شام کو اور گزشتہ رات کو مونٹ ڈڈیڈیر کے شمال میں نہایت ہی ہولناک جنگ جاری رہی ہے دشمن نے براہ راست بالخصوص مونٹ ڈڈیڈیر اور پیرون کے درمیان بڑی کوشش کی۔ اور اپنی بڑی فوج میدان میں دھکیل دی تاکہ ہنگرڈ این سنٹیر کے مغرب میں جو اُس نے فتوحات کی تھیں زیادہ وسیع کرے۔ فرانسیسی اور برٹش فوجوں نے حملہ آور فوجوں کی لہروں کو چور چور کر دیا اور جو میدان میں آنے کے بالکل قابل نہ رہی۔ ایک شاندار بالمقابل حملہ سے جس سے کہ برٹش افواج نے ناقابل مقابلہ کی نمود دکھائی اور دشمن کو دور دور واپس ہٹا دیا اور اس گاؤں پر پھر قبضہ کر لیا۔ اور زیادہ جنوب کی طرف بھی جنگ بہت سخت تھی۔ گرویسین ایک مقام ہے جو دشمن کا مطمح نظر تھا۔ اور دشمن نے بلا توقف حملے پر حملے کئے جس کا انجام دست بدست لڑائی ہوا۔ اور دشمن کا نہایت ہی سخت نقصان ہوا اور وہ مقام ہمارے ہی ہاتھ میں رہا۔ مونٹ ڈڈیئر اور لاسنجی کے درمیان کسی قسم کی تبدیلی کی خبر نہیں آئی

## دشمن کا بھاری نقصان

لندن یکم اپریل - رائٹر کا نامہ نگار جو فرانسیسی صدر مقامات پر ہے آج تار دیتا ہوا کہتا ہے کہ لاسنجی اور مونٹ ڈڈیئر کے درمیان جو حملہ کل جرمن فوجوں نے کیا وہ پسپا کر دیا گیا۔ یہ پسپائی اور جو نقصان اُس کا ہوا جب سے جارحانہ حملہ جرمن کا شروع ہوا ہے۔ تب سے آج تک جو زد اُس پر پڑی ہے اُن سب سے زیادہ ہے۔ یہ حملہ باقاعدہ خوب گھمسان ہو کر اور جم کر کیا گیا تھا۔ مگر فرانسیسی اور کنیڈین آتشباری کے نیچے گداز ہو گیا۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اس میں دشمن نے بڑا ہی بھاری اور ہولناک نقصان اُٹھایا۔ اور ایک انچ زمین بھی نہ لے سکا۔ مونٹ ڈڈیئر کے شمال میں اور ایبر دو میل مغرب کی جانب جرمنوں نے کنٹجن پر قبضہ کر لیا دشمن اس امر کا مدعی ہے کہ اُس نے مونٹ ریناآوڈ کو پھر لے لیا ہے۔

## حالت جنگ کا موازنہ

لندن یکم اپریل - وار آفس کا بیان ہے کہ سوم کے شمال میں حالت بدستور ہے اُس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ سوم کے جنوب میں موریئول کے گرد و نواح میں سخت جنگ ہوئی۔ برٹش رسالہ نے شانداری کے ساتھ بالمقابل حملہ کر کے موریئول اور ہنگارڈ کے درمیان ایک جنگل کو واپس لے لیا۔





# ایڈیٹوریل نوٹس

## ہم آپس میں ایک دوسرے کے اعضا ہیں

ہم اشیاء کو بالکل ایک دوسرے سے علیحدہ اور ایسے طور پر دیکھنے کے عادی ہیں گویا کہ وہ ایک دوسرے سے بالکل مستغنی اور جدا ہیں اور اُن کے درمیان کوئی باہمی تعلق نہیں ہے مثلاً یہ کہنے کے تو مجاز ہیں کہ یہ قلم جس سے ہم لکھ رہے ہیں قلم ہے۔ مگر کاغذ نہیں جس پر ہم لکھ رہے ہیں۔ اسی طرح سے اور بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ یہ اصول مادیات میں تو پایا جاتا ہے اور ان پر صادق بھی آسکتا ہے۔ مگر روحانیات یا عضوی کلیات میں یہ اصول نہ صرف بالکل برعکس پڑتا ہے۔ بلکہ مشاہدہ اور تجربہ سے لاریب غلط ثابت ہوتا ہے مثلاً جسم اور اس کے اعضا ہی کو لے لو اور اس اصول کو اُس پر استعمال کرو اور دیکھو کیا ظہور میں آتا ہے۔ چنانچہ پولوس رسول جسم اور اُس کے اعضا کے فلسفہ کا یوں بیان کرتا ہے کہ "مگر اب اعضا تو بہت سے ہیں لیکن بدن ایک ہی ہے۔ پس آنکھ ہاتھ سے نہیں کہہ سکتی کہ میں تیری محتاج نہیں۔ اور نہ ہی سر پاؤں سے کہہ سکتا ہے کہ میں تمہارا محتاج نہیں۔ بلکہ بدن کے وہ اعضاء جو اوروں سے کمزور معلوم ہوتے ہیں بہت ہی ضروری ہیں۔ اور بدن کے وہ اعضاء جنہیں ہم اوروں کی نسبت ذلیل جانتے ہیں انہیں کو زیادہ عزت دیتے ہیں۔ اور ہمارے نازیبا اعضا بہت زیبا ہو جاتے ہیں"

اگر اعضاء ایک دوسرے کو حقارت کی نظر سے دیکھیں اور ایک دوسرے کو غیر ضروری سمجھیں اور ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں تو پھر کیسا برا نتیجہ نکلیگا۔ ٹانگ یا ہاتھ یا کان وغیرہ اُس وقت کٹا ہوا اور مردہ ہوگا اور اُس میں سے وہ صفات اور قوت بالکل زائل ہو جائے گی جو اُس عضو کو عضو ہونے کے لئے لازمی ہے وہ در اصل اُس وقت وہ عضو ہی کہلانے کا مستحق نہیں۔ وہ اصل عضو ٹانگ یا ہاتھ وغیرہ اُسی وقت کہلایا جا اور بن سکتا ہے جبکہ وہ بازو پیٹ سر دل وغیرہ میں جڑا ہوا ہو۔ اُس ایک عضو اور دیگر اعضا کی اصالتاً ایک ہی جان ہے اور وہ غیر منفک طور پر ایک ہی عضوی کلیت میں ایک دوسرے کے ساتھ بندھے اور جڑے ہوئے ہیں۔ ایک طاقتور زندہ اصول نے اُن کو باہمدیگر اور کل کے ساتھ ایسا متحد کر اور ربط دیدیا اور اُن کے درمیان ایسا رشتہ قائم کر دیا ہے کہ بغیر اُس طاقتور زندہ اصول کے اُنکی اصلیت اور قدر و قیمت بھی جاتی رہتی ہیں۔ اگرچہ وہ اپنے آپ میں خواہ کتنے ہی متفرق کیوں نہ ہوں تو بھی وہ در اصل ایک زندہ ناقابل تقسیم اور موزوں کلیت ہے۔ اس کلیت کو پارہ پارہ کرو اور تب دیکھو کہ فوراً ہر ایک اور کل اعضا میں سے زندگی جاتی رہے گی اور وہ سڑ پڑ کے ناکارہ ہو جائیں گے جو زندہ کر دینے والا جوہر اور کڑی جو سارے اعضاء کو ایک ہی عضوی کلیت میں جوڑتی اور زندہ کرتی ہے۔ وہ ایسی معدوم اور مفقود ہو جاتی ہے کہ اُس کا پھر واپس لانا ناممکن ہو جاتا ہے مسیح بدن اور اُس کے اعضا کی یہی حالت اور رشتہ اور رابطہ ہے۔

---

**روحانی عالم میں بھی یہی حالت ہے۔**

جسم اور اُس کے اعضا کی اس کلیت اور عضوی جزویت اور اُن کے اندرونی زندہ اصول اور باہمی رشتہ اور رابطہ ضبط کے اصول کو روحانی عالم میں منتقل کرتے ہیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ طبعی قوانین روحانی عالم میں بھی موجود اور اپنا عمل کرتا ہے۔ خدا جو روح ہے اور انسان جو خدا کے روح کی روح ہے یا وہ نفس ہے جو خدا کے روح نے آدم کے اندر ڈالا تھا۔ یہ دونوں ایک ہی عضوی کلیت ہیں اور یہ ایسا اتحاد اور یگانگت ہے کہ ایک عضو دوسرے عضو کے بغیر نہ تو دکھ سہہ سکتا ہے اور نہ ہی خوش ہو سکتا ہے۔ خدا کا روح جس کو امثال کی کتاب میں دانائی سے تشبیہ دیا گیا ہے کہتا ہے کہ "میری خوشنودی بنی آدم کی صحبت سے ہوتی" جیسے کٹی ہوئی ٹانگ چل نہیں سکتی اور نہ ایسے خلا میں جہاں ہوا نہ ہو انسان دم لے سکتا ہے اُسی طرح ہم بحیثیت انسان ہونے کے خدا سے یا دیگر ابنائے جنس سے علیحدہ ہو کر نہ کوئی کام کر سکتے ہیں اور نہ ہی زندہ رہ سکتے ہیں۔ روح کا یہ ایک جوہر ہے کہ وہ دوسری روحوں میں زندگی بسر کر سکتی ہے اور اس جوہر سے کوئی شخص مستغنی نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس جوہر سے وہ علیحدہ ہی ہو سکتا ہے۔ خواہ آدمی اُس سے علیحدہ ہونے کی کتنی ہی کوشش کیوں نہ کرے۔ ہماری شخصیت خدا کی شخصیت سے جدا نہیں ہو سکتی۔ ہماری شخصیت یہی ہے کہ خدا کی شخصیت ہم میں بستی ہے۔ چنانچہ پولس رسول فرماتا ہے کہ "اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے"۔ اور خداوند مسیح نے خود فرمایا ہے کہ "سچائی کا روح جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اُسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے۔ تم اُسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا"۔ اور ایک اور جگہ پولوس رسول فرماتا ہے کہ "جو تم میں نیت اور عمل دونوں کو اپنے نیک ارادے کو انجام دینے کے لئے پیدا کرتا ہے وہ خدا ہے"۔ اور چونکہ ہماری شخصیت خدا کی

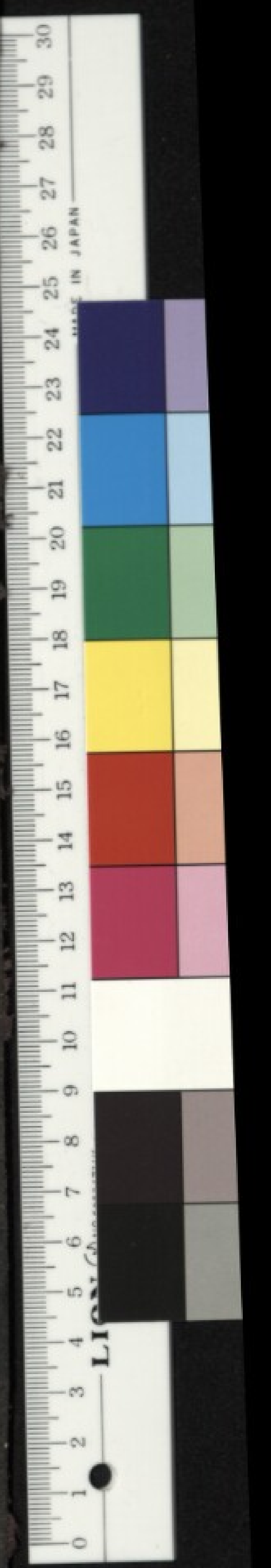
شخصیت سے جدا نہیں اسی لئے ہم بھی کمالیت مجبوری آزادگی ۔ خالقیت ۔ اور دیگر صفات جو خدا کی روح کے خواص اوصفات ہیں اپنے میں حاصل رکھتے ہیں ۔ اور جب ہم اس گوشت جسم میں محدود ہیں تو ہم زمان و مکان کی محدود حالات کے اندر اس ازلی اور ابدی طبیعت اور ہیجان کو ظاہر بھی کرتے ہیں ۔ اور ان کا ظہور اسی حد تک ہو سکتا ہے جس حد تک ہمارا جسم اور اُس کی قوتیں اور قابلیتیں اور ہماری زبان اُس کے ظہور اور بیان کرنے میں مدد و معاون ہو سکتی ہیں ۔ اب ہم کو آئینے میں دھندلا سا دکھائی دیتا ہے ۔" (یا جیسا حاشیہ میں ہے) "ہم کو آئینے میں معما سا معلوم ہوتا ہے" مگر جب ہم اپنے آسمانی گھر سے ملبس ہو جائیں گے " تو اُس وقت روبرو دیکھیں گے ۔ اس وقت میرا علم ناقص ہے ۔ مگر اُس وقت ایسے پورے طور پر پہچانونگا جیسے میں پہچانا گیا ہوں ۔" ہمارا یقین ہے کہ ہماری مرضی آزاد ہے کوئی دھوکا نہیں ہے ۔ اور ہماری بے قراری خود اِس امر کا ایک ثبوت ہے کہ یہاں اور اس وقت ہم سچائی اور نیکی سے ویسا ہی کچھ واقف ہیں جیسے خدا واقف ہے ۔ اور ہم نہیں بلکہ خدا ہم میں ہے سوچتا اور خیال کرتا ہے ۔ تس پر بھی ایسے امور کی بابت ہماری روشنی بہت مدھم اور کم ہے ۔ کیونکہ یہ اصلی آفتاب یعنی خدا سے مستعار لیگئی ہے ۔ ایسا ہی ہماری مرضی بھی اسی کی مرضی سے مستعار لی گئی ہے ۔ اور جو تم میں نیت اور عمل دونوں کو اپنے نیک ارادہ کو انجام دینے کے لئے پیدا کرتا ہے ۔ وہ خدا ہے ۔" جس سے ظاہر ہے کہ ہماری مرضی جیسی کہ ہماری ہے ویسے ہی وہ خدا کی بھی ہے ۔

---

**یہ ہمہ اوستی تعلیم نہیں ہے** شاید کوئی یہہ اعتراض کرے کہ اوپر کے نوٹ میں جو تعلیم تم نے دی ہے ۔ وہ ہمہ اوستی کی تعلیم ہے یا کم از کم اس کا شائبہ پایا جاتا ہے ممکن ہے کہ کوئی معترض کہے کہ پولس نے یہ تعلیم دینے سے اپنی شخصیت اور فردیت کو بالکل زائل کر دیا اور ایشور میں سمے یا فنافی اللہ ہو جانے کی تعلیم قائم کر دی ہے ۔ لہٰذا یہ ماننے کے لائق نہیں ۔ لیکن جاننا چاہیئے کہ جب ہم مسیح کے بدن کے اعضا ہیں تو اگر ہم اُس سے کٹ جائیں تو ہم کچھ بھی نہیں ہیں اور نہ ہی ہم اُس کے بغیر کچھ کر سکتے ہیں ۔ کیونکہ ہماری زندگی اور طاقت اور کام سب کچھ اسی سے ہے جیسا کہ سچے انگور کے درخت اور اُس کی ڈالیوں کی تمثیل سے ظاہر اور واضح ہے ۔ اور تاکہ ایک عضو ہی کل کا ہر ایک عضو اپنی فردیت کا احساس کرے اُس کو لازم ہے کہ وہ اپنے کل کے ساتھ متحد اور ایک ہو اور ایسا ہونے کا اپنے اندر احساس اور ادراک رکھے ۔ اور ایسا ہی وہ کل بھی اپنی اصلی انانیت کا پورے طور پر احساس اور ادراک نہیں کر سکتا تا وقتیکہ وہ اپنی کلیت کا اظہار اپنے تمام اعضا کے ذریعہ سے نہ کرے ۔ الغرض ایسی جزویت اور کلیت ایک دوسرے سے ناقابل انفکاک ہے ۔ پس کیا ہم جو خدا کی روح سے پیدا ہوئے ہیں اور روح ہی ہیں اپنی آپکی اور حقیقی انانیت کا اظہار سوائے اس کے اور کسی طرح پر کر سکتے ہیں کہ ہمارے خیالات اور جذبات ۔ مرضی اور خدا کے خیالات اور جذبات اور مرضی کے ساتھ پورا اور زندہ رشتہ رکھتے ہیں ؟ اور بالمقابل اُس کے خدا کا علم اور محبت سوائے اس کے کسی اور بہترین طریقہ پر ظاہر ہو اور انکشاف پا سکتے ہیں کہ ہمارا علم اُس کے علم کے ساتھ ہو کر اور ہماری محبت اُس کی محبت کے ساتھ نمایاں ہو ؟ کیا خدا اپنی اعلےٰ صفات ہمیں دینے سے کچھ کم خدا رہ جاتا ہے اور کیا جب ہم اُسی سطح پر آ جاتے ہیں جس پر کہ وہ ہے تو ہماری فردیت زائل ہو جاتی ہے ؟ کیا انگور کی بیل میں کچھ کمی واقعہ ہو جاتی ہے اور وہ انگور کی بیل نہیں رہتی ۔ جب شاخیں اُس میں سے نکلتی ہیں اور اپنی زندگی اور قوت اور پھول پھل بلکہ ہر ایک چیز بیل ہی سے لیتی ہیں ؟ اور کیا شاخ کی شخصیت اور فردیت اُس وقت زائل ہو جاتی ہے ۔ جب وہ اپنی بیل ہی میں لگی ہوئی بیل ہی سے سب کچھ حاصل کرتی ہے ؟ ظاہر ہے کہ اگرچہ بیل اور اُس کی شاخ ایک ہی ذات اور صفات رکھتی ہے اور اُن میں شمہ بھر بھی فرق نہیں ہوتا ۔ تو بھی بیل کی شخصیت اور فردیت اور سب کچھ بجنسہ قائم اور کامل رہتی ہے ۔ پس اظہر من الشمس ہے کہ مذکورہ بالا تعلیم ہمہ اوستی کی تعلیم ہرگز نہیں ہے ۔ بلکہ یہ انجیل جلیل کی تعلیم ہے ۔ خداوند مسیح نے یہ تعلیم دی ہے کہ "تم مجھ میں قائم رہو اور میں تم میں ۔ جس طرح ڈالی اگر انگور کے درخت میں قائم نہ رہے تو اپنے آپ سے پھل نہیں لا سکتی ۔ اسی طرح اگر تم بھی مجھ میں قائم نہ رہو تو پھل نہیں لا سکتے . . . . کیونکہ مجھ سے جدا ہو کر تم کچھ نہیں کر سکتے ۔"

---

**کثرت ازدواجی پر آل انڈیا مسلم لیڈیز کانفرنس کا رزولیوشن** تھوڑے ہی دنوں کا عرصہ گذرا ہے کہ لاہور میں آل انڈیا مسلم لیڈیز کا جلسہ ہوا ۔ یہ جلسہ زیر صدارت جناب آبرو بیگم صاحبہ منعقد ہوا ۔ اس میں جہاں آرا بیگم نے کثرت ازدواجی کے خلاف ایک رزولیوشن اس مضمون کا پیش کیا کہ کوئی بہن اُس مرد کی بیوی بننا قبول نہ کرے جس کے ہاں پہلے بھی بیوی موجود ہو ۔ اس رزولیوشن کی تائید مسز عزیز الدین اور تائید مزید عبداللہ بیگم صاحبہ نے فرمائی اور اسی رزولیوشن کے پاس ہونے کے بعد ایک عہدنامہ لکھا گیا کہ ہم مقران اپنی بہو بیٹیوں ۔ بہنوں اور رشتہ داروں کی شادی کسی ایسے مرد سے نہ کریں گی جس کی بیوی زندہ موجود ہو ۔ تمام حاضرین کانفرنس نے بخوشی تمام بہ اتفاق







راستے اُس عہدنامہ پر دستخط کر دیئے۔ لکھتے ہیں کہ یہ تحریک حاضرین جلسہ میں ایسی کارگر اور مؤثر ہوئی کہ ایک ننھی سی لڑکی نے پکار کر کہا کہ میں اپنی گڑیا کی شادی کسی ایسے گڈے سے نہ کرونگی جس کی پہلے کوئی گڑیا موجود ہو۔

ہم مذکورہ کانفرنس کو اس امر پر مبارکباد کہتے ہیں اور دعا ہے کہ خدا کرے کہ ہماری مسلم بہنیں بہت جلد اس رزولیشن کو عملی جامہ پہنا کر اس قبیحہ رسم کو اپنی سوسائٹی سے خارج کر دیں۔ فی الواقعہ مسلم لیڈیز نے اس رسم کی خرابیوں سے آگاہ ہو کر اور اپنی صنف کی بہبودی کو مدنظر رکھ کر بہت اچھی تجویز کی ہے۔

---

## خدا تعالیٰ کی تمثلی صورت اور مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں پر اسکے دستخط

حضرت مرزا صاحب کی کتاب چشمہ معرفت کے مضمون خاتمہ کے صفحہ ۷۶ پر جیسا کہ پیغام صلح نے اپنے ۲۷ مارچ کے پرچہ میں خاتمہ مذکور کا خلاصہ درج کرتے ہوئے لکھا ہے۔ خدا کی تمثل صورت مرزا صاحب نے دیکھیں اور اپنی پیشینگوئی پر اُس سے دستخط کرا لئے۔ وہ کل عبارت یہ ہے آریہ سماج کے عقیدہ روح اور ذرات کے خدا کے مخلوق نہ ہونے پر جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"مجھے یاد آیا ایک دفعہ میں نے عالم کشف میں اپنے خدائے ذوالجلال کو تمثلی طور پر دیکھا اور میں نے کئی پیشینگوئیاں لکھ کر چاہا کہ اس پر دستخط کراؤں اور عالم مثال میں خدا تعالیٰ کی تمثل صورت مجھے نظر آئی اور جب میں نے وہ کاغذ پیش کیا تو خدائے عزوجل نے سرخی کی سیاہی سے اُس پر دستخط کر دیئے اور دستخط کرنے سے پہلے قلم کو چھڑکا تو وہ سرخ رنگ کا پانی میرے کپڑوں پر پڑا اور ایک مخلص عبد اللہ نام سنوری کا رہنے والا جو ریاست پٹیالہ میں ملازم ہے وہ میرے پاس بیٹھا تھا۔ اُس پر بھی پانی سرخ رنگ کا پڑا۔ اور میرا کرتہ اس پانی سے تر ہو گیا۔ حالانکہ ہم چھت کے نیچے بیٹھے تھے۔ اور محال تھا کہ وہ پانی کسی جگہ سے گرتا۔ اور وہ کرتہ میاں عبد اللہ سنوری نے تبرک کے طور مجھ سے لے لیا اور اب تک موجود ہے۔ اب کوئی اس قصہ کو باور کرے یا نہ کرے۔ مگر اس پر ہم ایمان لاتے ہیں کہ وہ بھی خدا نے ایک ارادہ نیست سے ہست کیا تھا۔" یہاں سے خدا تعالیٰ کا مجسم ہونا اور مرزا صاحب کا خدا تعالیٰ سے دستخط کرانا مرزا صاحب کی تحریر سے اظہر من الشمس ہے۔ خدا کے قلم سے سرخ سیاہی سے مرزا صاحب کی پیشینگوئیوں پر دستخط بھی موجود ہیں اور مرزا صاحب کا وہ کرتہ بھی موجود ہے جس پر خدا تعالیٰ کے قلم سے قلم چھڑکتے ہوئے سرخی کے چھینٹے پڑ گئے تھے۔

---

## کتھا یا میلادی مجلسیں

معاصر کوکب ہند لکھنؤ کے ۱۵ مارچ کے پرچہ میں رڑکی کے مسٹر اس۔ بی قارن نے "اعلیٰ ذاتوں کے درمیان کام کا طریقہ" کے عنوان سے ایک مضمون لکھتے ہوئے کام کے ایک طریقہ کا ذکر یوں کیا ہے کہ

"کتھا یا مولود کی طرح پاک کلام سنایا جاوے۔ کوئی وسیع میدان جہاں بہت لوگوں کی سمائی ہو سکے کسی سکول ہال میں۔ یا پاسٹر کے مکان پر گرمیوں کے دنوں میں باہر میدان میں ہو سکتا ہے۔ ایک تختہ پر صاف چادر بچھا کر آدھی رات یا ساری رات تک بائبل کا کوئی حصہ لیکر خواہ پرانے عہدنامہ کا خواہ نئے عہدنامہ کا آسانی سے پڑھتا جائے اور اُس کی تفسیر کرتا جائے۔ اور تمثیل اور کہانی اور عمدہ بیان جو اس مضمون کے متعلق ہو بیان کرے اور اگر کوئی سوال کرے تو اُس کا جواب بھی دیتا جائے۔ بیٹھک آدھی رات یا ساری رات تک ہو۔ کیونکہ کتھا یا مولود ساری ساری رات رہتی ہیں اور لوگ راتوں تک جاگتے اور بڑے شوق سے سنتے ہیں۔ اگر عیسائی کتھا دلچسپ ہو۔ اُس کے بیان شیریں اور لبھانے والے ہوں تو لوگ شوق سے سنینگے۔ اگر واعظ محنتی ہوں اور آرام طلب نہ ہوں تو یہ کام بخوبی انجام پائے گا۔ یہ صرف ایک ہی دن نہ ہو بلکہ ہفتوں تک جاری رہے۔ جب تک وہ کتاب یا بیان ختم نہ ہو۔ جب کتھا چھوٹے تو پھول۔ الائچی۔ پان بتاشے۔ شربت۔ چاء وغیرہ تقسیم ہو۔ اور چندہ بھی لیا جائے۔ کیونکہ غیر قومیں کتھا کے بند ہونے پر یا مولود کے خاتمہ پر روپے دیتے ہیں"

صلاح اور تجویز تو اچھی ہے اور ہے بھی مفید۔ اور مشرقی طریق اور مزاج کے موافق بھی۔ سنیاسی مشن قریب قریب ایسا ہی کرتی ہے۔ مگر مشنوں کے درمیان اس کے عمل صورت میں آنے میں ذرا شک ہے۔ ہندوستانی مسیحیوں کی طبیعتوں اور مزاجوں اور طرز معاشرت اور عبادتوں پر جو مغربی پختہ رنگ چڑھا ہوا ہے وہ اُترے تو مشرقی رنگ چڑھے۔ ورنہ ایک رنگ پر دوسرا رنگ چڑھنا مشکل ہے۔ اگر چڑھا بھی تو ممکن ہے کہ تیسرا رنگ پیدا ہو جائے۔ ایسے طریق کو وہی پاسٹر یا واعظ اپنے گرجے یا کلیسیا میں جاری کر سکتا ہے جو سودیشی مزاج کا اور سودیشی دستورات کا شیدائی ہو۔ اور کلیسیا میں بھی مشرقی عنصر غالب ہو تب وہ محنت اور جانفشانی کر کے اپنے مدعا پر فائز ہو سکتا ہے۔

---

## مشنریوں نے ہندوستان کے لئے کیا کیا ہے۔

سال گذشتہ کے ماہ ستمبر کے مشنری ریویو آف دی ورلڈ میں مسٹر جے۔ ٹی۔ ٹیلر صاحب کی کتاب "ان دی ہرٹ آف انڈیا" میں سے ہندوستان کے بعض احاطوں اور صوبوں کے گورنروں اور سربرآوردہ

حکام کی رائیں اس کام کی بابت درج ہیں جو مشنریوں نے ہندوستان میں تاحال کیا ہے اور کر رہے ہیں چنانچہ سر ہاؤٹل فریزر نے گورنمنٹی کی حیثیت میں خدمت کرکے آخرکار رائے دی کہ

"مسیحیت کی تعلیم ۔ ۔ ۔ اخلاقی تمدنی اور سیاسی تغیرات پر اپنا اثر کر رہی ہے۔ جو تاثیر کی وسعت اور سرعت کے لحاظ سے ایسی زیادہ غیر معمولی ہیں جنکو تم نے یا تمہارے باپ دادوں نے شاید ہی دیکھا ہوگا بنگال کے سابق لفٹنٹ گورنر سر اینڈریو فریزر نے قریب پندرہ سال کا عرصہ گذرا کہ شملہ میں تقریر کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا تھا کہ

میری یہ پالیسی رہی ہے کہ وہ مدرسہ دریافت کروں جہاں سے وہ لڑکے آتے ہیں جو سول سروس کے امیدوار بنتے ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ سب سے اچھے لڑکے جو ہمارے پاس ہیں وہ مشنری مدرسوں اور کالجوں سے آتے ہیں۔ اور یہ مجھے تعجب انگیز امر نہیں ہے کیونکہ ہمارے مشنری مدرسوں اور کالجوں میں اعلےٰ کیرکٹر (خصلت یا چال چلن) اور تعلیم کے پروفیسر ہوتے ہیں۔ باوجود بہت سی برکات کے جو انگلستان نے ہندوستان کو دی ہیں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کا مقابلہ مسیح کی انجیل کے ساتھ کیا جائے بمبئی کے سابق گورنر لارڈ سڈنہم نے کلکتہ میں "ہندوستان کے مسئلہ" پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ

"وہ ہندوستان میں جب آئے تو مشنری کام کی حمایت میں اس کا بہت بڑا تصور پہلے نہ تھا۔ مگر ہندوستان جدید کے حالات اور میلانات کا ساڑھے پانچ سال تک بڑے غور سے مطالعہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہونچ گیا ہے کہ یہاں کے باشندوں کے درمیان زندگی کے معیاروں اور مطمح نظر کو بلند کرنے میں جس کی کوشش کی عام طور پر ضرورت سمجھی جاتی تھی اُس سے کہیں بڑھکر مشنری کوشش حصہ لے رہی ہے۔ اور اس لئے اپنی نہایت ہی بڑی اور نہایت مقدس قومی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری کو پوری کر رہی ہے۔"

---

## ایک سیامی عورت کا خواب

مشنری ریویو آف دی ورلڈ بحوالہ اسمبل ہیرلڈ ایک سیامی عورت کا قصہ یوں بیان کرتا ہے کہ وہ تین دن تک ایک جنگل کے میدان میں کھلے ہوئے کفن میں پڑی رہی۔ اور جب اس کے دوست اُس کے گرد ماتم کرتے رہے تو فوراً وہ ہوش میں آگئی اور اُس نے اپنا قصہ یوں بیان کیا کہ

"میں جہنم کو گئی ہوئی تھی۔ میں خواب دیکھ رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ دو فرشتے اس جنگل کے رستوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ میں نے ایک رستہ سے گذر جانے کی کوشش کی لیکن گذر نہ سکی۔ کسی ایسی طاقت نے مجھے دوسری طرف ایسا کھینچ لیا کہ میں اُس کا مقابلہ نہ کرسکتی تھی۔ اور دوسرے فرشتے نے مجھے اس راہ پر چلے جانے دیا۔ میں بہت دور تک چلی گئی اور ایک دکھ کی جگہ پر جا پہونچی۔ میں نے وہاں بدھ مت کے پروہتوں کو جل جل کر گداز ہوتے دیکھا میں پھر بدھ مت کے پروہتوں کے پاس ہرگز نہ جاؤں گی"۔ اس کے تھوڑے ہی دیر بعد اُس نے کسی مشنری سے کہا۔ میں جہنم کو چلی گئی تھی۔ میں نے دیکھ لیا کہ وہاں کون ہیں۔ اب میں مسیحی ہونا چاہتی ہوں۔ کیونکہ میں یقین کرتی ہوں کہ مسیحیت میں آسمان کو جانے کا رستہ ہے"۔ پس اُس نے مسیحی مذہب کی تعلیم پاکر اس کو اختیار کرلیا اور اس وقت سے وہ بہت سی روحوں کو مسیح کے پاس لانے کا ذریعہ بن گئی ہے +

---

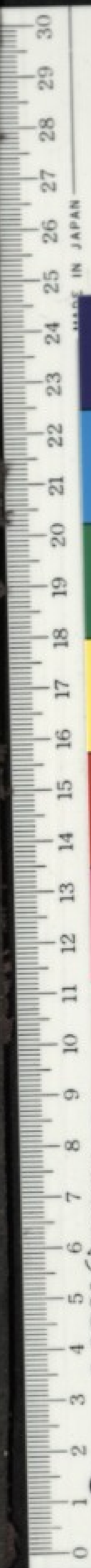
## ایک برہمو سماجی کا مشرف بہ مسیحیت ہونا

مدراس کا اخبار کرسچن پیٹریٹ مخبر ہے کہ برہمو سماج کی نئی نظامی کلیسیا (نو ودھان) کے آرڈینڈ مشنری بھائی منی لال ماہ مارچ کی ۹ تاریخ کو مسیحی ہوگئے ہیں۔ جو لوگ مسٹر منی لال سے ملتے تھے اُن پر اُس کی دینداری سنجیدگی اور سرگرمی کا بڑا اثر پڑتا تھا۔ نو ودھان کا جو بڑا نقصان اسی طرح سے ہوا وہ مسیحی مذہب کے فائدہ کا موجب ہے کیونکہ جہاں مسٹر منی لال ہے وہاں وہ اپنا کام شرافت سے کریگا۔ سبودھ پتر کا میں ایک کارسپانڈنٹ لکھتا ہے کہ کیشب سے مسیح تک جو سڑک جاتی ہے وہ ایسی آسان گذار ہے کہ بھائی منی لال کا مسیحی ہوجانا کوئی تعجب کا موجب نہیں ہے۔ اس کے بعد وہی کارسپانڈنٹ نئی نظامی کلیسیا کو اس وجہ سے ملزم قرار دیتا ہے۔ کہ اُس نے کیشب کو اپنا مرکز بنایا ہوا ہے اور ایک جانب تو وہ اُس کو مسیح تک پہونچاتا ہے اور دوسری طرف ہندو مذہب کی چھوت چھات کی سمت لے جاتا ہے۔ مگر ہم یہ فراموش نہیں کرسکتے کہ بھائی منی لال نو ودھان کے منسٹر ہونے اور بعد میں مسیحی ہوجانے سے پہلے اور دوسرا دوست مسٹر اچاریہ بھی اپنے مسیحی ہوجانے کے پیشتر۔ یہ دونوں بمبئی کی پرارتھنا سماج کے ممبر تھے۔ کاشکہ بھائی منی لال خدا میں دل کا وہ اطمینان اور آرام حاصل کریں جس کے لئے وہ اتنے برسوں سے محنت اور مشقت اٹھا رہے تھے۔

---

## نکل کی دوانیاں

گزٹ آف انڈیا میں ایک نوٹس شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ نکل کی دوانیاں ٹکسال میں مسکوک اور شائع ہوں۔ یہ مربع شکل کا سکہ ہوگا جس کے گوشے گول ہونگے۔ اور قطر کم از کم



اور پیٹیر ہوگا۔ دیہ ایک پانچ ہے جو انچ کا ۳۹۳۷ء۰ ہوتا ہے) اس کے کنارہ پر ایسے ہی دندانے ہوں گے جیسے روپیہ کے کنارہ پر ہوتے ہیں۔ اُس کی ایک سمت پر ہز مجسٹی کنگ جارج پنجم کی تصویر ہوگی جیسے دیگر سکوں پر ہوتی ہے اور جارج پنجم کنگ ایمپرر اور سنہ اور لفظ انڈیا لکھا ہوا ہوگا۔ دوسری جانب انگریزی اُردو ناگری بنگال اور تلوگو میں سکہ مذکورہ کا نام ہوگا۔ اس کا نفاذ یکم اپریل ۱۹۱۸ء سے ہوگا۔

---

## سندھ میں اُردو کانفرنس { سندھ پراونشل اُردو کانفرنس

کا جلسہ زیر صدارت میرزا قلیچ بیگ جو سندھ کے بڑے بھاری اُردو عالم ہیں ۲۹ مارچ کو کراچی میں فراہم ہوا۔ اور متعدد رزلیوشن پاس ہوئے جن میں یہ یقین ظاہر کیا گیا کہ اُردو ہی وہ اکیلی زبان ہے جو ہندوستان کی عام بولی کہلانے کی مستحق ہے۔ اور کہ ہندوستانی اتحاد اور استحکام کا آغاز اسی سے ہو سکتا ہے۔ اسی کے ضمن میں ہز اگزالٹڈ ہائینس ہی نظام کا شکریہ ادا کیا گیا جنہوں نے حیدرآباد دکن میں عثمانیہ اُردو یونیورسٹی قایم کر کے اُردو زبان اور علم ادب کی ترقی میں چار چاند لگا دیئے۔ اور توقع ظاہر کی کہ وہ نستعلیق ٹائپ کی تیاری کا حکم دینے کو تیار ہیں تاکہ اُردو چھاپے کے کام میں بڑی سہولت پیدا ہو جائے۔ ایک کمیٹی اس غرض سے مقرر کی گئی ہے کہ وہ غیر ممالک کی زبانوں میں سے مفید کتابیں اُردو میں ترجمہ کر کے شایع کرے اور اس امر پر غور کرے کہ کس طرح ایک اُردو مطبع اور کتب خانہ کراچی میں بہت جلد قایم کرنے کا انتظام کرے۔

---

## کشمیر میڈیکل مشن ہسپتال سرینگر { چرچ مشنری سوسائٹی

کشمیر میں کام بڑی کامیابی کے ساتھ کر رہی ہے چنانچہ کشمیر میڈیکل مشن کا کام ما قبل برسوں کے کام کی بہ نسبت زیادہ ترقی پر ہے۔ نئے بیرونی مریضوں کی تعداد ۱۶۱۵۸ تھی اور کل تعداد ۴۴۳۸۹ تھی۔ اور کل مریض جو ہسپتال ہی کے اندر رہ کر زیر علاج تھے اُن کی تعداد ۷۵۱۵ تھی۔ لیبوریٹری تحقیقات ۱۵۹۴ اور عمل جراحی ۳۴۱۴ پر کیا گیا۔ اس ہسپتال میں نہ صرف سری نگر ہی سے بلکہ اردگرد کے تمام شہروں اور دیہات سے بھی مریض بکثرت آتے رہے اور آرہے ہیں حسب موقعہ علاقہ میں بھی دورہ بھی کیا جاتا ہے تاکہ اُن لوگوں کو فائدہ پہونچے جو ہسپتال میں نہیں آسکتے اس ہسپتال کے اخراجات کا ⅓ کشمیر کے باشندگان اور معائنین سے بطور چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ مشن کے سرجنوں کی فیسوں اور ہسپتال میں فروختگی کے ذریعہ سے دوسرا ⅓ حصہ خرچ کا مہیا کیا جاتا ہے جبکہ ۵۰۰۰ روپیہ سالانہ انگلستان کے دوست لوگ بھیجتے اور ۲۰۰۰ روپیہ کے عطیات وصول ہو جاتے ہیں۔ دربار کشمیر نے بے مانگے ۴۰۰۰ روپیہ کا گرانٹ عطا فرمایا ہے۔ کشمیر کے کوڑھیوں کے ہسپتال میں ۲۱۷ مریض گذشتہ سال تھے جن میں سے ۱۱ نئے مریض تھے ان کوڑھیوں میں سے گذرے سال ۸ فوت ہوگئے۔

---

## عورتوں کو آزاد کرنا اسلام کو خیرباد کہنا ہے { معاصر پیغام صلح مطبوعہ ۱۳ مارچ "پردہ اور تعلیم" کے عنوان سے ایک مضمون

شایع ہوا ہے جس میں راقم مضمون نے مسلمان عورتوں کو پردہ میں رکھنے اور پھر اُن کی تعلیم پر زور دیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام نے مردوں اور عورتوں کے حقوق مساوی قایم کر دیئے ہیں۔ مگر جب مسلم لیڈیز کانفرنس نے کثرت ازدواجی کے خلاف رزولیوشن پاس اور عہدنامہ پر دستخط کر دیا تو مضمون نگار بڑا چیں بجبیں ہوا اور مسلم لیڈیز کانفرنس کے اس رزولیوشن کی بابت یہ لکھ دیا کہ دانستہ یا نادانستہ اسلام کی توہین ہوئی۔ اور یقیناً ہوئی۔ اور اگر مسلمان اسی طرح کانوں میں تیل ڈالے بیٹھے رہے اور لڑکیوں کو وقت کے سپرد کر دیا تو وہ وقت دور نہیں جب اُن کا حشر اس سے بھی بدتر ہوگا۔" پھر آگے چل کر لکھتا ہے کہ "لیکن اب زمانہ کی رفتار اُن کو دوسرے سانچے میں ڈھال رہی ہے اور ترقی کے یہ دل خوش کن الفاظ جو ہر طرف سے کان میں آ رہے ہیں اپنی تہ میں وہ زہر پنہاں رکھتے ہیں جو ایک دو یا ہزار دو ہزار نہیں تمام قوم کو موت کے گھاٹ اُتار دے گا" جس کا مطلب یہ ہے کہ جس روشنی میں مسلم لیڈیز اس وقت چلنا چاہتی ہیں اُن کو اُس سے روکنا چاہیئے۔ گھر کی صفائی۔ اسباب و آرایش کا انتظام۔ ہوا خوری کی ضرورت۔ ملنے جلنے کی اُمنگیں۔ تام رنمود کا ارمان۔ سب فضول ہے ان امور کی طرف سے اُن کو روک کر اس آیت کے مطابق عمل کرنا چاہیئے اجلسوا النساء فی البیوت فان النساء عورۃ یعنی عورتوں کو گھر میں رکھو۔ کیونکہ عورت پردہ کی چیز ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ان امور کو مدنظر رکھتے ہوئے مستورات کو مردوں کے ساتھ مساوات کا درجہ دینے کا دعوے کہاں تک راست ہے۔ مضمون نگار نے اپنے مضمون کے آخر میں تو مستورات کی آزادگی کا فیصلہ ہی کر دیا جبکہ وہ لکھتا ہے کہ "ان واقعات پر نظر ڈال کر دیکھو کہ کون سا مسلمان ہوگا جو تعلیم النسواں کے سلسلے میں مذہب کو خیرباد کہہ کر عورتوں کو آزاد کرنا جائز سمجھیگا" جس کے معنی یہ ہے کہ تعلیم نسواں کیلئے عورتوں کو آزاد کرنا لازمی ہے مگر عورتوں کو آزاد کرنا جائز سمجھنا مذہب کو خیرباد کہنا ہے اور اگر ہم اس کے برعکس دیکھیں تو معاملہ اور زیادہ صاف ہو جائیگا یعنی مذہب کو خیرباد کہنا عورتوں کو آزاد کرنا جائز سمجھنا ہے اور عورتوں کو آزاد کرنا جائز نہ سمجھنا تعلیم نسواں کے سلسلے

ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ وار نہیں ہے۔

# انتقالِ پُرملال

دُنیا جسے کہتے ہیں بلا خانہ ہے
پامال ہے جو عاقل و فرزانہ ہے
مابین زمین و آسماں یوں ہم ہیں
جیسے دو آسیا میں اک دانہ ہے

ناظرین! ابھی ہمارے دلوں سے گذشتہ صدموں کا غم غلط ہونے نہ پایا تھا۔ اپنے معزز احباب کی فرقت میں ابھی ہم بے قرار و مضطرب تھے۔ اُن کی یاد ابھی تک ہمیں بے چین کئے رہتی تھی۔ اُن کی صورتوں کا تصور ابھی تک ہمارے دلوں میں تنا بن رہا تھا کہ دفعتہً یہ خبر وحشت افزا سنائی دی کہ آہ مس ہیرس صاحبہ بھی چل بسیں۔ بے اختیار زبان سے نکلا۔

افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے
اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے۔
تھا کون سا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں
وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

بزرگ مس صاحبہ مرحومہ قریباً چار ماہ تک بعارضہ درد گٹھیا و اور مرگ بیمار رہیں۔ ہر چند ڈاکٹر مس براؤن صاحبہ نے اُن کے علاج معالجہ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ مگر مشیت ایزدی میں کس کو چارہ۔ کبھی کبھی اُن کی حالت رو بہ صحت ہوتی گویا تندرستی حاصل کر رہی ہیں مگر مرض کے زور کا خاتمہ تو جان کی بازی لگائے ہوئے تھا۔ آخر مرض جان لے کر ہی گیا۔ چنانچہ بزرگ مس صاحبہ مرحومہ ۲۰ مارچ ۱۹۱۸ء کی رات کو مسیح میں سو گئیں اور کلیسیائے لدیانہ کو داغ مفارقت دے گئیں۔ اُن کا جنازہ ۲۱ مارچ بوقت تین بجے لدیانہ کی کلیسیا کے قبرستان میں دفن ہوا۔ جنازے کے ساتھ اہل عزا کا انبوہ کثیر تھا۔ اور یہ اُن کی ہر دلعزیزی کا ایک زندہ ثبوت تھا۔ سب سے حیرت افزا واقعہ جو وہاں دیکھنے میں آیا وہ اُن کی کچی قبر تھی۔ کسی ایک نے حیران ہو کر پوچھا کہ قبر پختہ کیوں نہ بنائی گئی۔ جواب ملا کہ بزرگ مس صاحبہ مرحومہ کی وصیت یہی تھی کہ مجھے لحد میں رکھا جائے۔ گویا جیسا کہ وہ اپنی عین حیات میں سادہ زندگی بسر کرتی ہیں موت تک بھی اپنی سادگی کو ساتھ لے گئیں۔

مرحومہ ایک نہایت خلیق ملنسار اور حمول بی بی تھیں۔ انہوں نے اپنی زندگی حقیقت میں خداوند مسیح کی خدمت کے لئے وقف کر دی تھی۔ جو فیض انہوں نے خداوند مسیح سے حاصل کیا اس سے اوروں کو ہمیشہ مستفیض کرتی رہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اپنے لئے نہ جیتی تھیں بلکہ اوروں کو خداوند مسیح کے قدموں میں کھینچ لانے کی آرزو میں زندگی بسر کرتی تھیں۔ وہ ہندوستان کی کلیسیاؤں میں دیسی اور پردیسیوں کے لئے مسیحی زندگی کا ایک زندہ ثبوت تھیں۔ اُن کی روزمرہ زندگی اور دستور العمل سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گہری روحانیت کا احساس اُن کے دل کے اندر موجود تھا۔ وہ اپنے علم سے نہیں بلکہ عملی زندگی سے خداوند مسیح کی سچی اور وفادار خادمہ تھیں۔ حکیم افلاطون نے اپنے شاگرد ارسطاطالیس کو وصیت کرتے ہوئے کہا کہ اہل علم کا امتحان کثرت علم سے نہ کر بلکہ اُن کے حال کا۔ عقیدہ گناہوں اور شرارتوں سے پرہیز کرنے سے کرنا چاہیئے۔ یہی معیار الصداقت اُن کی زندگی میں پایا جاتا تھا۔ زبانی خرچ اور علم سے نہیں بلکہ عملی طور سے مسیحی زندگی بسر کرتی تھیں۔ حلم اور برداشت کا یہ عالم تھا کہ کبھی اُن کے چہرے پر غصہ یا ملال کا آثار نہ دیکھا گیا۔ گویا مسیح خداوند کی حقیقی خوشی میں وہ ہمیشہ شادماں رہتی تھیں۔ بزرگ مس صاحبہ مرحومہ حقیقت میں کلیسیا کے اُن بزرگوں میں سے ایک تھیں جنہوں نے خداوند مسیح کے جلال کے لئے اپنی زندگیاں بسر کی ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ اگر کوئی صاحب اُن کی مفصل سوانح عمری بذریعہ زرافشاں مشتہر کریگا تو اس سے دوسروں کو بہت فائدہ حاصل ہوگا۔ خاص کر ہماری مسیحی بہنیں اس سے عمدہ سبق اخذ کریں گی۔

ہماری دعا ہے کہ خدا اُنہ مرحومہ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور اُن کی بے وقت موت کے صدمہ سے انہیں تسلی بخشے۔

## رباعی

گر لاکھ برس جیئے تو پھر مرنا ہے
پیمانۂ عمر ایک دن بھرنا ہے۔
ہاں توشۂ آخرت مہیا کر لے
غافل تجھے دُنیا سے سفر کرنا ہے

راقم:۔ جارج ملٹن ثاقب۔ لودیانوی۔

---

## غزل

اے صبا جا کر فقط اتنا تو کہہ دے یار سے
وہ فرقت اٹھ نہیں سکتا ترے بیمار سے
تیری صورت کا تصور جب سے آنکھوں کو ہوا
دل کو سیری ہو گئی سیر گل و گلزار سے۔
گر ترے پہلو سے خوں جاری نہ ہوتا دار پر
بچ نہیں سکتا تھا بیمار عصیاں مار سے
اپنی رحمت سے ہمیشہ تو ہدایت کر مری
تاکہ شیطاں کو بھگا دوں روح کی تلوار سے
تیری رحمت کے تصدق بچ گیا میں بچ گیا
آفریں صد آفریں مجھ کو چھڑایا نار سے
اے خزاں اپنے گناہوں کی معافی مانگ لے
ورثِ جنت بنے گا جرم کے [illegible] سے

(دتمر)



# غزل

مسیحا تیرے عاشق بھی زمانے سے نرالے ہیں
نہیں معلوم یہ کن بستیوں کے رہنے والے ہیں

مریضِ عشق کا فرقت میں تیری لب پہ دم آیا
یہ صدمہ ہے کہ اب ہر سانس پر جینے کے لالے ہیں

تصور میں ترے اس شان سے صحرا میں پھرتے ہیں
گریباں چاک سر پر خاک ہے پیروں میں چھالے ہیں

چڑھا کر دار پر تو نے میری حاجت رفع کر دی
تری الفت نے کیا کہئے مرے ارماں نکالے ہیں

تری آمد کے طالب ہم یہاں تجھ بن تڑپتے ہیں
گلوں تک تو نے گلشن میں گریباں پھاڑ ڈالے ہیں

تحمل اے دلِ بیتاب دیر آید درست آید
گھڑی یا دو گھڑی میں دیکھ وہ پھر آنے والے ہیں

اگر کوئی صبا پوچھے تجھے تو اس سے یہ کہنا
ثمر جن کا تخلص ہے وہ دہرہ دون والے ہیں

دی۔ اے۔ نیوٹن ثمر۔ واردحال۔ رُڑکی۔

---

# عیسائی مذہب ہی عالمگیر مذہب ہے

دنیا میں دو طرح کے لوگ ہیں ایک آستک دوسرے ناستک۔ ناستک لوگوں کا تو ذکر ہی نہ کرنا چاہئے وہ دنیا میں آرام و چین پیدا ہی نہیں کر سکتے۔ تاریخ میں بھی اُن کا کوئی ذکر نہیں کہ کسی وقت میں اُنہوں نے آرام و چین پیدا کیا ہو۔ آج امن کے محافظ ہونے کی وجہ اس کوئی چین سے انگریزی راج ہے آزادی مل رہی ہے۔ جو راگ چاہے الاپے۔ کوئی اُسے روک نہیں سکتا۔ ہمیں انگریزی راج کا مشکور ہونا چاہئے۔ جس کے دم قدم کی برکت سے یہ موقعجات حاصل ہیں۔ امن کے بانی آستک لوگ ہیں جو خدا کا جلال ظاہر کرتے چلے آرہے ہیں اور دُنیا کے آخر تک آستک لوگوں کا ہی راج رہیگا۔ مبارک ہے وہ انسان جو آستک ہے۔ آستک ہونے سے بڑھکر کوئی نعمت نہیں۔ اس سے پرے کوئی عقل اور دانائی نہیں۔ آستک بننے سے انسان نے یہ عروج حاصل کیا ہے۔ ورنہ یہ انسان بھی حیوانوں کے بھائی بندوں میں شمار ہوتا۔ یہ علم و ہنر۔ میز و کرسی۔ لباس و خوراک۔ شرم و حیا۔ مہربانی و ہمدردی ساری موجودہ صفات عنقا ہوتیں۔

ہندو، مسلمان، عیسائی آستک ہیں۔ آستک لوگ اپنے اپنے مذہب کے عالمگیر ہونے کا دعوے تو ضرور کرتے ہیں۔ مگر جو دلایل پیش کرتے ہیں ایسے ناقص ہوتے ہیں کہ حق کے متلاشی کو تسلی نہیں ہوتی ہے۔ صرف عیسائی مذہب ہی دنیا میں ایسا مذہب ہے جو کمل انسانیت کا جامہ پہنا سکتا ہے اور نہیں۔ دنیا کے شروع سے آجتک صرف اسی مذہب کو ترقی نصیب ہوتی چلی جارہی ہے باقی تمام بنے اور بگڑے بنے اور بگڑے۔ انیسویں صدی کے پیشتر کے تمام مذاہب یا تو مٹ چکے ہیں یا زوال کی حالت میں ہیں۔ اُن کی ترقی بالکل بند ہے کیونکہ وہ عالمگیر نہ ہوسکتے تھے۔ اُنیسویں صدی میں آریہ سماج پرگٹ ہوا ہے۔ جو عیسائی دھرم کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ بپتسمہ نہیں لیا جاتا۔ قیامت اور زندگی کے بجائے تناسخ یعنی آواگون کا قائل ہے۔ اب میں عیسائی دھرم کے عالمگیر ہونے کے دلائل پیش کرتا ہوں جو سادے ہیں۔ بچے سے بڑھے تک جاہل سے عالم تک ہر ایک بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ آخر اس کو فرزندی میں قبول کیا ایک ہی دن نہیں۔ پیدائش دنیا کے ایک عرصے بعد جیسا کہ انسانی تقاضا ہے۔ انسان پیدا ہوتا ہے بڑھتا ہے تعلیم پاتا ہے ترقی کرتا ہے۔ بڑا آدمی بنتا ہے۔ نامور ہوتا ہے۔ اپنا نائب قائم چھوڑتا ہے۔ پھر یہ ایک سلسلہ بنا دیا ہے جس سے ہم اور آپ موجود ہیں۔ لڑکا پیدا ہوتے ہی ڈگری حاصل نہیں کرسکتا۔ اور نہ پیدائش کے دن دو من بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ لہٰذا

انسان شروع دنیا میں مکمل الہام پانے سے بالکل قاصر اور عاجز ہے۔ ہاں جیسے انسان ترقی کرتا چلا جائے اُس کو الہام ملتا رہے کہ ایک دن تکمیل کو پہنچے جس میں کوئی نقص نہ ہو۔ حقیقی قصے اُس میں نہ ہوں۔ انسانی چلن بنانے کی تعلیم اس میں ہو تمام زبانوں میں وہ مکمل الہام جا کر اپنے مطلب کو گم نہ کرتا ہو۔ وہ صرف بائیبل یعنی کلام الٰہی ہے جو مندرجہ بالا امور سے پُر ہے اسی لئے عیسائی مذہب عالمگیر مذہب ہے۔

کوئی زبان اور سب زبانوں کی ماں ہونے کا دعوے نہیں کرسکتی جو دلیل ایک زبان پیش کرتی دلیل دوسری زبانیں پیش کرسکتی ہیں۔ لہٰذا دنیا میں کوئی زبان سب زبانوں کی ماں نہیں۔ نہ کوئی شروع دُنیا میں مکمل الہام انسانوں کے لئے ہوسکتا ہے جو آج تک خواب ہی خواب ہو اور الہامی کمال ہو۔ دوسری زبانوں میں جانے کے لئے عاجز ہو۔

عالمگیر مذہب کے نشان یہ ہیں

(۱) الہامی کتاب سب زبانوں میں سب انسانوں کے لئے یکساں پڑھی جاسکتی ہو کسی خاص زبان کی قید نہ ہو۔

(۲) وہ مذہب ظرف زمان اور ظرف مکان کا قائل نہ ہو۔ یعنی وہ مذہب خدا کی یاد کے لئے مکان یا زمانے کی قید میں نہ ہو۔ خدا ہر وقت اور ہر جگہ یاد کیا جاسکتا ہے نہ صرف صبح یا شام یا کسی خاص جگہ یا مکان

(۳) کسی شخصیت کا قائل نہ ہو جس سے خدا کی تعریف کرنے کی بجائے اُس شخص کی مرثیہ خوانی اور

قصیدہ دعوٰی کے لئے وقت ضایع کرتا ہے۔ یسوع مسیح ایسی شخصیت سے بالاتر یعنی خدا ہے۔ مسئلہ تثلیث خدا کی وحدانیت ہے۔ لہٰذا عالمگیر مذہب وہ ہے جو ایسی شخصیت کی قید میں نہ ہو۔

(۴) اس مذہب میں حیوانیت نہ ہو۔ اُس کی تہذیب اعلےٰ ترین ہو۔ بت پرستی ہر قسم کے گناہ سے بچنے کی تعلیم انسانی عقل اور سمجھ کے مطابق باتیں ہوں۔ ناممکن باتیں اُس میں نہ پائی جاویں جیسے خداوند یسوع نے پتھروں کی روٹی نہ بنائی۔ کنگرے پر سے اپنے آپ کو نہ گرایا۔ نہ شیطان کو سجدہ کیا۔ یسوع نے خود قانون قدرت پر چلنا سکھایا۔ یسوع کے سب معجزے انسانی ترقی کے معراج کو قائم کرنے کے لئے انسانوں کے سامنے کئے گئے کہ انسان عقل اور سمجھ سے بڑھکر کام کیا کریں لہٰذا عیسائی دین ہی ایک عالمگیر مذہب ہے۔ جس میں زبان مکان۔ زمان۔ انسان حیوان بچے کی تمیز نہیں اور ترقی کر رہا ہے۔

(۵) عالمگیر مذہب وہ ہو سکتا ہے۔ جو آپ ہی لکیر کا فقیر نہ ہو کلام اللہ کو نت نئے طریق سے لوگوں کے ذہن نشین کرے۔ جیسا دیس ویسا بھیس اختیار کرے۔ ہمیشہ حرکت میں رہے۔ جیسے فیتھ مشن یکتی فوج آج بشارتی مہم کے ذریعہ بڑا کام ہو رہا ہے۔ پھر بعض بگڑے دل کہدیتے ہیں کہ بھائی ان کا راج ہے۔ بھلا ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے بھائی راج کا ہاتھ سب پر یکساں ہے۔ اگر عیسائی دین راج کا فخر کرتا تو باقی مذاہب کو ایسی آزادی نہ ہوتا۔ کیونکہ عیسائی دین عالمگیر اس لئے بھی ہے کہ وہ سب کو آزادی دیتا ہے آج تک کسی اور دین نے ایسا بہت کم کیا ہے۔

منبال ہ۔ موہن چند۔ لاہور۔ بقلم خود۔

# ہوم مشن پر ایک نظر

گذرے سال تربیں بشارتی مہم میں جا نہ سکا اس دفعہ ہوم مشن کے علاقے میں جانے کا اتفاق ہوا۔ دیہات کے کام سے مجھے بڑی خوشی ہوئی اس دفعہ ۸۰ کے قریب بپتسمے ہوئے۔ ہمارے منشی نرائن داس اور بساکھی رام کا رسوخ قابل تعریف دونوں وفادار کارندے ہیں۔ افسوس کہ نرائن داس کو صرف ـــــ ملتے ہیں اور بساکھی رام جو عیال دار ہے صرف عـ۱۲ پاتا ہے۔ ان دونوں کی ترقی ہونی چاہیئے۔ اور کارندے بھی اپنی اپنی جگہ قابل تعریف کام کر رہے ہیں۔

صرف ہڑیارے کا چندہ اس سال للعـہ ہے۔ باقی گاؤں کا الگ۔ مگر افسوس کہ خزانچی جی کے پاس صرف (۳۵) روپے پہونچے ہیں۔ یہ جملہ معترضہ ہے جس کا ذکر کرنا ضروری تھا۔

بھائی بساکھی رام ہر موضع میں ہمارے ساتھ ساتھ رہا۔ کلیسیا کو سرگرم اور پرجوش پایا۔ خاص کر ہڑیارے کی بھجن منڈلی ہمارے ساتھ رہی جس وقت دوسرے گاؤں کو جاتے تھے بڑے پریم سے بھجن بولتے تھے۔ اور جب واپس آتے تھے تب بھی پریم سے بھجن گاتے آتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ سکھ منڈلی ترنتارن جا رہی ہے۔ راہ میں لوگ شوق سے بھجن سنتے تھے۔

ہمیں نو مرید بھائیوں کے لئے دعا مانگنی چاہئے کہ وہ یسوع کے وفادار سپاہی ثابت ہوں۔ ہڑیارے میں رات دیوان لگتا رہا۔ لوگ بھجن اور بائبل بڑے شوق سے سنتے تھے۔

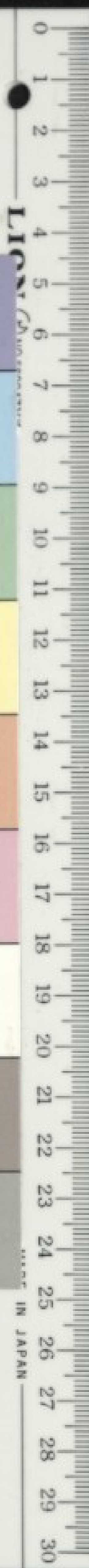
بعض بگڑے دل کہہ دیتے ہیں کہ یہ لوگ بیگار سے چھوٹنے کے لئے عیسائی ہو جاتے ہیں۔ ان کے لئے مختصر جواب یہ ہے کہ جب وہ دیندار یا مذہبی سکھ ہو جائیں اُس وقت وہ بیگار سے نہیں چھوٹتے۔ جب عیسائی ہو جائیں تو چھوٹ جاتی ہے۔

خداوند دلوں اور گردوں کا جاننے والا ہے ہمیں کسی کی نیتوں کی خبر نہیں۔ دل کا بھید خدا جانتا ہے ہمارے گلے میں وہ یسوع کی سچی تعلیم کے اقرار سے شامل ہوتے ہیں اور اُن کا جوش اُن کی سرگرمی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ اُنہوں نے یسوع کو بطور ایک قیمتی لعل کے پایا ہے۔ اُن میں بعض منادوں کی طرح کھڑے ہو کر ایسی منادی کرتے تھے کہ ابھی سہارنپور سے سمنری پاس کر کے آئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اُن بے علموں کی روانی زبان علم دار منادوں سے کم نہ تھی۔ ہاں اُنہوں نے اپنا گلہ بان انگریز مانگا۔ ہمیں ہوم مشن کی بابت وار اور متواتر ترقی کی دعا کرنی چاہیئے کہ خدا کی برکت اُن پر ہو اور وہ اور بھائیوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے کامیاب ہوں۔ خدا اپنی پاک روح ان پر نازل کرے جس سے وہ یسوع کے سچے سپاہی ثابت ہوں۔ اور تعلیم کی طرف متوجہ ہو کر تمام برے کاموں سے نفرت کرنے لگیں۔ جھوٹ سے۔ چوری سے مقدمہ بازی سے عداوت سے تاکہ غیر قوموں کے لئے ایک نمونہ ثابت ہوں۔ آمین ثم آمین۔ تابعدار موہن چند۔

---

## دو ہفتے اسٹیشن سے باہر

اپنے اسٹیشن سے باہر جانا صحت کے واسطے میرے لئے مفید ہوتا ہے۔ سو کبھی نہ کبھی خدا مجھے موقعہ بخشتا ہے کہ میں ادھر اُدھر پھر آؤں



**بلٹیمن آباد** - ۲۸ مارچ کو میں بلٹیمن آباد گیا وہاں چار دن رہا ۔ ہر روز چار میٹنگز مسیحیوں میں ہوتی رہیں - مناد وں میں - عورتوں میں - مردوں میں - الگ الگ میٹنگز ہوئیں - خدا کا شکر کہ وہاں کے لوگ خوب حاضر ہوتے رہے - پادری کلارک صاحب نے ایک دن خاص مسلمانوں کے واسطے مقرر کیا ہوا تھا - اردگرد کے مولویوں اور مسلمانوں میں مطبوعہ اشتہار شائع کر دیا تھا کہ ۳ تاریخ مارچ کو محمدی صاحبان تشریف لاکر انجیل کی منادی سنیں - چنانچہ تاریخ مقررہ پر بہت سے محمدی صاحبان معہ چند مولوی صاحبان کے تشریف لائے جن کو پادری کلارک صاحب نے کھانا کھلایا - اور خوب آؤ بھگت کی - انجیل کی منادی نہایت شوق اور دلی رغبت سے سنی - انجیل کے واعظ نے صرف انجیل سنائی کسی غیر مذہب کا ذکر نہیں کیا - تین باتیں خاص اس نے پیش کیں -

**اول** - خدا اور انسان کا تعلق - اور انسان کا باہمی علاقہ -

**دوم** - خدا محبت ہے - اور مسیحیت سوائے محبت کے کچھ نہیں -

**سوم** - دنیا میں تین مذہب ہیں - الف - دنیاداروں کا - ب - غلاموں کا ج عاشقوں کا - منادنے اس بات کو ثابت کیا کہ مسیحیت عاشقان اللہ کا مذہب ہے - خوشی اور شکر کی بات ہے - کہ تمام محمدی بھائیوں نے بڑے شوق سے سنا اور کسی مولوی صاحب نے کوئی اعتراض نہیں کیا - پادری کلارک صاحب اور مسٹر مارشل کی مسیحی زندگی کا نتیجہ اور اثر ہے - خوشی کی بات ہے کہ مسٹر مارشل کے آرڈین ہونے کی سفارش کمیٹی میں کی گئی ہے - کلیسیا کو اس پر کوئی اعتراض نہیں -

**لاہور** - ۹ تاریخ مارچ میں لاہور پہونچا ۱۰ تاریخ اتوار کو ٹرنٹی چرچ میں گیا - میں دیکھکر بہت خوش ہوا کہ پادری دینا ناتھ کا کام بہت اچھا ہے کیونکہ صبح کی عبادت میں گرجا خوب بھرا ہوا تھا - اور لوگ دھیان سے عبادت میں تھے - انہوں نے وعظ کو بڑے غور سے سنا -

لاہور میں چرچ سشن کی سالانہ کمیٹی جس کو اُن کے محاورے میں ڈی - ایم - سی لاہور - کہتے ہیں - کا جلسہ بہت بارونق ہوا عجیب زمانہ ہے - ہمارے دیسی بھائیوں کی آزاد طبیعت اور مشنری صاحبان کی کشادہ دلی اور برداشت قابل تعریف دیکھی - دیسی بھائی جو کچھ کہنا چاہتے تھے کہے جاتے تھے - مشنری صاحبان خوشی سے سنتے - مجال کیا ہے جو چہرہ پر بل آوے - خدا کا شکر کہ اب کلیسیا کی حالت بہت بہتر نظر آتی ہے

**جلال پور جٹاں** - یہاں میرا پہنچنا بہت مشکل سے ہوا - بارش سے بہت تکلیف ہوئی سڑک بہت خراب - پانی اور کیچڑ بے حساب خیر مرتا پڑتا - بندہ واعظ یہاں ۱۱ مارچ کو پہونچگیا - یہاں پہونچ کے یہاں کے حالات دیکھ کر ایسا دل خوش ہوا کہ راہ کی تمام کلفت بھول گئی - یہاں کا مشن ہسپتال اس تمام علاقہ کے واسطے بڑی بھاری الٰہی برکت ہے اگرچہ جنگ کے سبب ڈاکٹر ٹیلر یہاں سے لاہور چلے گئے ہوئے ہیں کیونکہ گورنمنٹ نے اُن کی خدمات مشن سے مستعار لی ہیں - تاہم ڈاکٹر نیوٹن صاحب بخوبی کام انجام دے رہے ہیں - اس وقت بھی قریب یکصد کے آنکھوں کے مریض زیر علاج ہیں جو اندور میں رکھے ہوئے ہیں - یہ خوشی کی بات ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو ایک اچھا نیک مسیحی دیسی ڈاکٹر مل گیا ہے - یعنے ڈاکٹر صاحب جو پہلے ملتان میں کام کرتے تھے - جن کی بابت چند ماہ ہوئے کہ نور افشاں میں لکھا تھا - کہ وہ ملتان سے رخصت ہوگئے ہیں - انہوں نے وہاں عرصہ تک کام کیا - اب تک لوگ اُن کو وہاں یاد کرتے بلکہ چاہتے ہیں کہ وہ وہاں پھر واپس جاویں - اُن کا یہاں آنا بڑی برکت کا باعث ہے - یہ صاحب بہت ہی اچھی مسیحی طبیعت کے ڈاکٹر ہیں - میں بہت دفعہ جلالپور میں آیا ہوں - کوئی نہ کوئی کدورت دیکھتا ہی رہا ہوں - خدا کا شکر ہے کہ اس دفعہ ہسپتال کے اسٹاف میں پوری محبت اور میل دیکھکر دل باغ باغ ہوگیا - ڈاکٹر ولیم کی طبیعت ہے کہ کسی کو شکایت کا موقعہ ہی نہ دینا اور خود جھک جانا - ایسی حالت میں جھگڑا کس طرح برپا ہو سکتا ہے -

برادر صوبہ خاں اور ڈاکٹر ولیم ہسپتال کا کام مل کر خوب چلا رہے ہیں - خدا اُن کے کام پر برکت بخشے -

یہاں سے بندہ گوجرانوالہ - لاہور سے ہوتا ہوا بخیر و خوبی اپنے اسٹیشن پر پہونچگیا -

واعظ

---

## ضروری استفسار

صوبجات متوسط میں ایک بوٹی چھل ! چھال نامے ہوتی ہے جس کے پتے دباغی یعنے چمڑا رنگنے کے کام میں مستعمل ہوتے ہیں - کیا ناظرین میں سے کوئی صاحب بتا سکتے ہیں کہ پنجاب میں اور ہندوستان کے دیگر صوبجات میں اس کو کیا کہتے ہیں اور کہاں کہاں کثرت سے پائی جاتی ہے بہت جلد کوئی صاحب اس کا پتہ دیں - عنایت ہوگی -

المشتہر

منیجر اخبار نور افشاں - لودیانہ

# ایسٹر مبارک

(از خاکسار اے۔عباد اللہ فیروز۔ فورمن کرسچن کالج لاہور)

سحر ہادی آج ہم پر آشکارا ہوگیا۔
منتظر جس دن کے تھے اُس کا نظارا ہوگیا۔

آج منجی نے ہارے فتح پائی قبر پر
ہو کے فاتح مفخر اہل نصارے ہوگیا۔

یہ کہو مریم سے جا کے دیکھیو مت قبر میں
جستجو جس کی ہے وہ زندہ دوبارا ہوگیا۔

ہے کہاں نیش قضا اب اور فتح ہے قبر کی
نیش اس کا توڑ ڈالا مُس کا چارا ہوگیا

معماروں نے کیا تھا اب طرف جس سنگ کو
دیکھ لوکونے کے سر پر زیب آرا ہوگیا۔

نور کو جس کے چھپانے کو کیا دفن زمیں
آج وہ افلاک پر روشن ستارا ہوگیا

عاصی گرداب گناہ میں غرق ہوا چاہتا تھا اب
اپنے بچنے کا اُسے اچھا سہارا ہوگیا۔

زیست کی کشتی بگرداب گناہ ہتی پھنس سہی
اب مسیح کا خون ہے اُس کا کنارا ہوگیا۔

صبر ہے تسکین ہے اور شانتی فیروز کو
نزد منجی سے کہ بخشش کا اشارا ہوگیا

---

# ضرورت ہے

ہم کو ایسے مڈل و انٹرنس پاس یا فیل کی ضرورت ہے۔جو کہ تار کا کام ٹائپ رائیٹنگ و شارٹ ہینڈ سیکھ کر مختلف محکموں میں تیس روپیہ سے ستّر روپیہ تک کی ملازمت کرنا چاہیں تو اعد آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں۔

**منیجر امپیریل ٹیلیگراف اسکول نئی سڑک دہلی**

# کرسچن بوائیز بورڈنگ سکول لودھیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

## تسلی بخش انتظام

خوشی کارخانہ۔یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۴ء سے حصہ ورنیا کری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔شرح خرچ خوراک ماہواری فی طالب علم ۵ عہ جماعت ماہواری فی طالب علم ۱۲ سرکاری خرچ متفرقات قیمت کتب و سٹیشنری علاوہ رحمتہ ہائی کے طالب علم جو حصول تعلیم مشن سکولوں میں حاضر ہوتے ہیں سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی وغیرہ مناسب قیمت پر فروخت ہوتا ہے۔علاوہ ازیں مرغ کشا کو کوڑ کیرم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں کر کو ڑول فی عہ ۔ تمام جن کشا ماعہ سے ما لٹھ مزید حالات بذریعہ خط وکتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

---

## بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے اس کے متعلق وسیع اور ہوا دار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے خوش وضع حوض عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔مزید برہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں + المشتہر

**پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور**

# باغ دل

ایڈیٹر مسز محمد اسمعیل صاحبہ

چندہ سالانہ عہ اگر دس یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو ۸ ہوگا۔فی کاپی ۸ر المشتہر ای ایم ویری ڈی ڈی منیجر لودیانہ

## کرسچن بک سٹور لودیانہ۔

یہاں ہر قسم کی مسیحی مسلم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو و پنجابی زبانوں میں امریکن ٹرکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اینڈ فارن سوسائٹی کی طرف سے شایع ہوتی ہے۔فہرست کتب کے لئے درخواست بھیجو۔منیجر۔پادری ای۔ایم ویری صاحب لودھیانہ

## مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اردو الہ آباد سے شایع ہوتا ہے۔اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن اینڈیور کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں۔چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۲ روپے سے لے کر ۸ روپیہ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی خسرو باغ الہ آباد یو پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

## دستور العمل نور افشاں

| | |
|---|---|
| قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک | ۲ |
| ہندوستان و پنجاب سے معہ " | ۳ |
| غیر ممالک سے " " | ۳ ۸ |

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائے گی۔

## شرح اجرت اشتہارات

| مقدار اشتہار | ماہی | ششماہی | سالانہ |
|---|---|---|---|
| کالم کا ½ حصہ | ۸ر | ہے | لعہ |
| چوتھائی کالم | ہے | لعہ | عہ |
| نصف کالم | لعہ | عہ | ویہ |
| پورا کالم | عہ | ویہ | ہ |
| پورا صفحہ | صہ | صعہ | ماصہ |

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۸ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ: نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن شمیم پریس لودیانہ میں باہتمام ونائیلی برادرز چھپا۔